محمد وسیم اختر مفتی

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت شرحبیل کے والد کا نام عبداللہ، دادا کا مطاع بن عمرو تھا۔ وہ اپنی والدہ حسنہ کی نسبت سے زیادہ مشہور ہیں جو بحرین کے قصبہ عدول (یا عدولی) سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت زبیر کی روایت کے مطابق حسنہ ان کی حقیقی ماں نہ تھیں، بلکہ انھوں نے حضرت شرحبیل کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ حضرت شرحبیل کا شجرۂ نسب کندۃ (ثور) بن عفیر سے جا ملتا ہے، اس لیے انھیں کندی کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے جد غوث بن مر کے بھائی تمیم بن مر کی نسبت سے تمیمی بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت شرحبیل بنو زہرہ کے حلیف تھے، لیکن سوتیلے والد سفیان بن معمر کی نسبت سے ان کا ذکر بنو جمح میں بھی ہوتا ہے۔ ابوعبداللہ ان کی کنیت تھی، تاہم ابوعبدالرحمٰن اور ابو وائلۃ کی کنیتوں سے بھی پکارے جاتے۔

حضرت شرحبیل کی والدہ بنو جمح کے سپوت معمر بن حبیب کی باندی تھیں۔ یہ وہی معمر ہیں جنھوں نے عام الفیل کے بیس برس بعد لڑی جانے والی چوتھی جنگ فجار (یا فجار اکبر) میں داد شجاعت دیتے ہوئے جان دے دی۔ اس جنگ کی ابتدا اس وقت ہوئی جب براض بن قیس کنانی نے شاہ حیرہ نعمان بن منذر کا بازار عکاظ جانے والا قافلہ لوٹا، قافلے کے نگران عروہ بن عتبہ کو قتل کیا، اسد بن جوین اور مساور بن مالک نے عروہ کا دفاع کرنا چاہا تو ان کو بھی مار دیا۔ عروہ کے قبیلے بنو قیس نے قریش سے خون بہا طلب کیا، کیونکہ قریش اور بنو ضمرہ، دونوں کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ اس پر ان قبیلوں اور ان کے حامیوں میں شدید جنگ چھڑ گئی، اسے حرب فجار (گناہ کی جنگ) کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ ان محترم مہینوں میں لڑی گئی جن میں قتال زمانۂ جاہلیت میں بھی حرام سمجھا جاتا تھا۔ قریش اور بنو کنانہ کے

بقیہ قبائل کی قیادت ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ نے کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بہ اختلاف روایات پندرہ یا بیس برس تھی۔ آپ دشمن کی طرف سے آنے والے تیر اٹھا کر جنگ میں شریک اپنے چچاؤں کو پکڑاتے جاتے تھے۔ معمر بن حبیب نے اپنے قبیلے بنوجمح کی نمایندگی کی۔

پہلے شوہر عبداللہ کی وفات کے بعد معمر بن حبیب نے حسنہ کا بیاہ اپنے منہ بولے بیٹے، انصاری قبیلہ بنوزریق کے سفیان سے کیا، جو جاہلیت کے رواج کے مطابق سفیان بن معمر جمحی کہلاتے تھے۔ سفیان سے حسنہ کے بیٹے جنادہ اور جابر ہوئے، یہ حضرت شرحبیل کے ماں جائے سوتیلے بھائی تھے۔ ان دونوں نے اسلام قبول کیا اور حبشہ کو ہجرت کی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کے قبول اسلام کی تفصیل نہیں ملتی، ان کا نام 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی اس فہرست میں بھی شامل نہیں جو ابن اسحاق نے مرتب کی۔ تاہم ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی مومنین اولین میں شامل تھے۔

بعثت نبوی کے تیسرے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کیجیے'' (الشعراء ۲۶: ۲۱۴) اور ''(اے نبی)، آپ کو جو حکم نبوت ملا ہے، اسے پا نکلے پکارے کہہ دیجیے (الحجر ۱۵: ۹۴)۔ دعوت حق عام ہونے لگی تو مشرکوں کو اپنے بتوں کی خدائی خطرے میں نظر آنے لگی۔ انھوں نے نومسلم کمزوروں اور غلاموں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے۔ اگلے دو سال میں یہ سلسلہ عروج کو پہنچ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کی سرزمین میں بکھر جاؤ۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ، ہم کہاں جائیں؟'' آپ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ امن اور سچائی کی سرزمین ہے، (وہاں اس وقت تک قیام کرنا) جب تک اللہ تمھاری سختیوں سے چھٹکارے کی راہ نہیں نکال دیتا۔'' چنانچہ رجب ۵/ نبوی (۶۱۵ء) میں سب سے پہلے سولہ اہل ایمان نصف دینار کرایہ پر کشتی لے کر حبشہ روانہ ہوئے۔

شوال ۵/ نبوی میں قریش کے قبول اسلام کرنے کی افواہ حبشہ میں موجود مسلمانوں تک پہنچی تو ان میں سے کچھ یہ کہہ کر مکہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ اطلاع غلط تھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود کے علاوہ تمام اصحاب حبشہ لوٹ گئے۔ انھیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جلد ہی حبشہ واپس جانا پڑا۔ ابن سعد کا بیان مختلف ہے، کہتے ہیں کہ یہ مہاجرین مکہ میں داخل ہو گئے اور جب ان کی قوم کی طرف سے اذیت رسانی کا سلسلہ پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ دوبارہ شروع

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بار دگر حبشہ جانے کی اجازت دے دی۔ ان کے ساتھ کئی دیگر مسلمان بھی جانے کو تیار ہو گئے۔ حضرت عثمان نے کہا: یا رسول اللہ، آپ تو ہمارے ساتھ نہیں چل رہے؟ فرمایا: تمھاری دونوں ہجرتیں اللہ کی طرف اور میری خاطر ہیں۔ اس ہجرت ثانیہ میں اڑتیس مرد، گیارہ عورتیں اور سات غیر قریشی افراد شامل ہوئے۔ سفیان بن معمر ان میں سے ایک تھے۔ ان کی اہلیہ حسنہ، ان کے بیٹے جابر، جنادہ اور حسنہ کے بیٹے حضرت شرحبیل جو ان کے پہلے خاوند عبداللہ سے پیدا ہوئے، اسی قافلے میں شامل تھے۔ اگرچہ یہ کہیں تذکرہ نہیں ہوا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ پر مظالم ڈھائے گئے، تاہم ان کا حبشہ ہجرت کرنا اس بات کا پتا دیتا ہے کہ دیگر مستضعفین کی طرح انھیں بھی آزمایشوں سے گزرنا پڑا ہو گا یا ہو سکتا ہے کہ مکہ کے عمومی حالات نے انھیں ہجرت پر مجبور کر دیا ہو۔

یہ روایت موسیٰ بن عقبہ کی تھی، جبکہ ابن اسحاق اور ان کے تتبع میں ابن ہشام اور ابن کثیر نے ان دونوں ہجرتوں کے مابین ایک تراسی رکنی قافلے کی خبر دی ہے جو جعفر بن ابو طالب کی قیادت میں حبشہ گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ سفیان بن معمر کا کنبہ اسی قافلے میں شامل تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۷ھ میں عمرو بن امیہ ضمری حبشہ آئے تو وہاں موجود ابو سفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ (رملہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شادی کا پیغام دیا۔ وہ پہلے عبیداللہ بن جحش سے بیاہی ہوئی تھیں اور انھی کے ساتھ حبشہ آئی تھیں۔ عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تو ان میں علیحدگی ہو گئی، بعد میں عبیداللہ کا انتقال ہو گیا۔ نجاشی نے آپ کے وکیل کی حیثیت سے اپنی باندی ابرہہ کے ذریعے سے یہ پیغام ان تک پہنچایا۔ حضرت ام حبیبہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ حضرت جعفر بن ابو طالب اور دیگر مسلمان رسم نکاح میں شریک ہوئے۔ نجاشی نے خطبہ پڑھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا اور اپنی طرف سے تحائف دیے۔ حضرت خالد نے جوابی خطبہ دیا، ایجاب و قبول کے بعد نجاشی نے حاضرین کی کھانے سے تواضع کی اور دلہن کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ آپ کی طرف روانہ کر دیا (ابوداؤد، رقم ۲۱۰۷۔ نسائی، رقم ۳۳۵۲)۔ سیدہ ام حبیبہ نے وضاحت کی کہ تمام مہر نجاشی نے اپنے پاس سے دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی رقم نہ بھیجی تھی (احمد، رقم ۲۷۴۸۱)۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ ہجرت حبشہ کے بعد مکہ واپس نہ آئے، انھوں نے بدر و احد کی جنگوں میں بھی شرکت نہ کی۔ حضرت ابن ہشام کا کہنا ہے کہ وہ ان اصحاب میں بھی شامل نہ تھے جو حضرت عمرو بن امیہ کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے۔ وہ سیدہ ام حبیبہ کے نکاح میں شریک تھے اور انھیں لے کر مدینہ آئے، اس لیے مدینہ کی طرف ان کی ہجرت ثانیہ ۷ھ ہی میں الگ کشتی میں ہوئی ہو گی۔ مدینہ میں ان کا قیام قبیلۂ بنو زریق میں ہوا۔ سفیان بن معمر

اوران کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر عہد فاروقی میں فوت ہوئے۔ان کی کوئی اولاد نہ تھی،اس لیے حضرت شرحبیل بنوزہرہ کے حلیف بن گئے اوران کے ہاں قیام کرلیا۔اس پر بنوزریق کے ابوسعید بن معلٰی خلیفۂ دوم سیدنا عمر کے سامنے مقدمہ لے گئے کہ یہ ہمارے حلیف تھے،دوسرے قبیلے کے ہاں کیوں کر چلے گئے۔حضرت شرحبیل نے جواب دیا: میں ان کا حلیف نہ تھا، میں تو اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ ٹھیرا ہوا تھا۔ان کا انتقال ہو گیا تو میں جس سے چاہوں،مخالفت کرسکتا ہوں۔حضرت عمر نے کہا: ابوسعید،تم کوئی بینہ نہیں پیش کر سکے،اس لیے اس معاملے میں شرحبیل خودمختار ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات میں حصہ لیا،ان کا شمار کاتبین وحی میں بھی ہوتا ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شرحبیل کوسفیر بنا کر مصر بھیجا۔آپ کی وفات کے وقت حضرت شرحبیل مصر ہی میں تھے۔

۱۱ھ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کا فتنہ اٹھا۔خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق نے مرتدین کوخطوط لکھے کہ تم میں سے جولوگ جہالت کی بنا پر دین سے پھر گئے ہیں،اپنی معاندانہ سرگرمیوں سے باز آ گئے تو ان کی جان بخشی کر دی جائے گی،لیکن جوفساد پھیلانے سے باز نہ آئے،ان سے جنگ کی جائے گی۔اس وقت جیش اسامہ اپنے مشن میں کامیاب ہوکر لوٹا تھا۔انھوں نے اسے آرام کرنے کا موقع دیا،پھر سرکشی پر قائم رہنے والے مرتدوں کی سرکوبی کے لیے مدینہ سے نکلے۔ذوالقصہ کے مقام پر پہنچے تھے کہ سیدنا علی اور دوسرے صحابہ نے اصرار کیا کہ آپ خود مدینہ میں رہ کر اسلامی حکومت استوار کریں اور سرکشوں کو کنٹرول کرنے کے لیے وہاں سے فوج روانہ کریں۔ان کا مشورہ مان کر سیدنا ابوبکر نے لشکر کوگیارہ دستوں میں تقسیم کیا اور ہر دستے کو الگ پرچم دے کر الگ امیر مقرر کیا۔انھوں نے بنواسد کے مدعیٔ نبوت طلیحہ بن خویلد اور بطاح کے مالک بن نویرہ کی طرف حضرت خالد بن ولید کو،بنوحنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف حضرت عکرمہ بن ابوجہل کو،اسود عنسی،قیس بن مکشوح اور کندہ کی طرف حضرت مہاجر بن ابوامیہ کو،یمن اور شام کی سرحدوں کی طرف حضرت خالد بن سعید کو،بنوقضاعہ و بنوودیعہ کی طرف حضرت عمرو بن عاص کو،عمان (دبا) کے لقیط بن مالک کی طرف حضرت حذیفہ بن محصن کو،مہرہ کی طرف حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو،بنوسلیم اور بنوہوازن کی طرف حضرت طرفہ بن حاجب کو،تہامہ کی طرف حضرت سوید بن مقرن کو،بحرین کے حطم بن ضبیعہ اور قیس بن ثعلبہ کی طرف حضرت علاء بن حضرمی کو بھیجا۔

سیدنا ابوبکر نے ان دستوں کو ہدایت کی کہ راستے میں ملنے والے مسلمانوں کولشکر میں شامل کرتے جائیں۔خلیفۂ اول

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نے حضرت عکرمہ کی روانگی کے بعد حضرت شرجیل بن حسنہ کو ان کی معاونت کے لیے یمامہ اور بنو قضاعہ کے خلاف برسرپیکار حضرت عمرو بن عاص کی مدد کے لیے حضرموت روانہ کیا۔

بنو یربوع کی عورت سجاح بھی مدعیان نبوت کی فہرست میں شامل ہوئی، چار ہزار کا لشکر جمع کر کے یمامہ کی طرف چلی، اس کا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا تھا۔ اس کی تیاریاں دیکھ کر مسیلمہ گھبرایا کہ حضرت عکرمہ اور حضرت شرحبیل یمامہ پہنچ رہے ہیں۔ اگر سجاح بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تو دونوں مسلمان جرنیل اس پر غالب آ جائیں گے اور بنو حنیفہ کے ثمامہ بن اثال اور نواحی قبائل کو بھی حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس نے سجاح کو تحائف بھیج کر اپنے پاس بلایا اور آدھی پیغمبری دے کر اس سے نکاح کر لیا۔

حضرت عکرمہ بن ابوجہل کا دستہ پہلے یمامہ پہنچ گیا۔ انھوں نے کمک کا انتظار نہ کیا اور مسیلمہ پر حملہ کرنے میں جلد بازی کی، جب ہزیمت اٹھائی تو سیدنا ابوبکر کو اطلاع بھیجی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ یمامہ کے قریب پہنچ چکے تھے، یہ خبر سن کر وہیں رک گئے۔ سیدنا ابوبکر حضرت عکرمہ سے سخت ناراض ہوئے اور ان کو حذیفہ و عرفجہ والی فوج میں شامل ہو کر اہل عمان و مہرہ سے لڑنے کی ہدایت کی۔ انھوں نے حضرت شرحبیل کو وہیں ٹھہر کر حضرت خالد بن ولید کی آمد کا انتظار کرنے کو کہا اور مزید ہدایت کی کہ مسیلمہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر بنو قضاعہ کے خلاف حضرت عمرو بن عاص کی مہم میں شامل ہو جانا۔ طبری کی روایت ہے کہ حضرت خالد کی آمد سے پہلے حضرت شرحبیل نے بھی ازخود مسیلمہ پر حملہ کیا، لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

[باقی]